لیے یہ سب کچھ کرنا ناگزیر تھا۔ مجبوری ولاچاری میں غریب عوام مہنگائی اور ناسازگار حالات کے بوجھ تلے روز بروز دبتا چلا جارہا ہے اور کسی کو اس کی طرف کوئی فکر ہی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی چارہ سازی ہی نظر آرہی ہے کہ غریب عوام کو اس بلائے ناگہانی سے نکال باہر کیا جاسکے۔ اس صورتِ حال کی موجودگی میں جشن آزادی میں حقیقی خوشی کی اسپرٹ کیسے میسّر ہوگی یہ ملک کے ہر بہی خواہ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔

پنجاب، کشمیر و آسام میں دہشت پسندوں کی غیر قانونی اور عوام و ملک دشمن سرگرمیاں ملک کے لیے تشویش و پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہیں ہی اب صوبائی تعصب و تنگ نظری سے لیس واقعات ہم سب کے لیے مزید تشویش و پریشانی پیدا کرنے کے باعث بن رہے ہیں۔ کرناٹک اور تامل ناڈو آپس میں پانی کے مسئلے پر الجھ پڑے، لڑ پڑے۔ ان دونوں صوبوں کے درمیان میں کاویری ندی کے پانی پر جھگڑا ہے کرناٹک کو ایک کمیشن کے ذریعہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ تامل ناڈو کو ایک مقررہ مقدار میں پانی دے مگر اس نے اب اس پر یہ کہہ کر آناکانی کردی کہ اس کے پاس اپنے لیے ہی کافی پانی نہیں ہے وہ تامل ناڈو کو کیا دے گا۔؟ اس کے وزیر اعلیٰ نے کمیشن کی بات ماننے کے لیے کرناٹک کی پابندی ضروری نہیں کہہ کر کرناٹک کی صوبائی حکومت کا عندیہ ظاہر کردیا۔ اس پر تامل ناڈو کی خاتون وزیر اعلیٰ کماری جے للتا نے غصّہ دکھایا اور مرکزی حکومت کو خوب جلی کٹی سناڈالی۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے پورے تامل ناڈو میں اس ناانصافی کے خلاف سرکاری بند کا اعلان کردیا۔ جواب میں کرناٹک کی حکومت نے بھی اپنے نظریہ کی حمایت کے لیے بند کا اعلان کردیا۔ اس سلسلے میں سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے کہ کرناٹک میں کانگریس کی حکومت ہے تامل ناڈو میں کانگریس کی حمایت یافتہ حکومت اس کی معاون جماعت انا ڈی۔ ایم کے چلارہی ہے۔ اور مرکز میں کانگریس کا اقتدار قائم ہے کانگریس کا جس کو دعویٰ ہے کہ اس کے نظریات تمام ملک کے لیے قابلِ قبول ہیں اس کے باوجود کرناٹک اور تامل ناڈو دونوں صوبائی حکومتیں پانی کے مسئلے پر آپس میں اس طرح ٹکرا رہی ہیں کہ دو ملکوں کے بیچ یہ تنازعہ کھڑا ہے۔ اس کا ایک دوسرا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ایک مرکزی وزیر

مسٹر رام مورتی نے غالباً تامل ناڈو کی صوبائی سرکار کے موقف کی حمایت میں مرکزی کابینہ ہی سے احتجاجاً استعفیٰ بھی دے دیا۔ جو صدر جمہوریہ نے وزیر اعظم کی سفارش پر منظور بھی کر لیا ہے۔ اب تک بھارت و بنگلہ دیش یا پاکستان و ہندوستان کے درمیان میں پانی کے لین دین بہاؤ کے مسائل پیدا ہوتے رہے ہیں اور جنھیں اُن ملکوں نے آپس میں بات چیت کے ذریعہ سلجھایا۔ لیکن ہندوستان کے اپنے دو صوبوں میں ہی آپس میں پانی پر اس قدر ڈیڈلاک، شدید جھگڑا، زبردست غصّہ دکھائی دے تو یہ انتہائی شرم کی بات ہے اور ہر ہندوستانی کو فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ آزادی کے حاصل ہوئے اتنا عرصہ بیت جانے پر بھی ہم میں "ہندوستانیت" کا فقدان ہے۔ تب کبھی بھارتیہ جنتا پارٹی، یا وشو ہندو پریشد و بجرنگ دل اور آر۔ ایس۔ ایس جیسی نام نہاد راشٹریہ وادی تنظیموں کو اس طرف دیکھنے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی؟ مسجد کے انہدام پر مندر بنانے کے لیے تڑپ رہی حُب الوطنی کا ڈھنڈورہ پیٹنے والی اور ہندوستان کی اقلیتوں سے وفاداری کا سرٹیفکیٹ طلب کرنے والی یہ تنظیمیں ایسے موقع پر کہاں سو جاتی ہیں ان کا ضمیر کیوں نہیں جاگتا ایسے موقع پر، وہ کیوں نہیں آگے بڑھ کر کہتی کہ کرناٹک میں پانی بہنے یا تامل ناڈو میں، پانی جائے گا یا بہے گا تو ہندوستان ہی کی مٹی و سرزمین پر، اس میں لڑنے یا سر پھٹول کرنے کی کیا تک ہے۔ ان نام نہاد راشٹر وادی تنظیموں کے ایسے موقعوں پر چُپیّ سے اس قسم کے سوالات ہر محب وطن ... ہندوستانی کے دماغ میں کروٹ پر کروٹ بدلتا رہتا ہے۔

اپنے ملک کی آزادی کی پینتالیسویں سالگرہ مناتے وقت ہمارے سامنے فرقہ پرستی، علاقائی تعصب و تنگ نظری، دہشت گردی، بے روزگاری، افلاس و مہنگائی جیسے مسائل اژدہے بنے کھڑے ہیں جس سے پریشان و فکر اعصاب کو مکڑے ہوئے ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ کرپشن نے جس طرح اونچی چھلانگ لگا کر عدلیہ میں داخلہ لینے کے عام زبانوں پر قصّوں نے ہماری نیند اُڑادی ہے۔ سپریم کورٹ کے جج جسٹس راماسوامی، ... پنجاب و ہریانہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے۔ ان کے خلاف عوام میں تو یہ چہ میگوئیاں